رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ [illegible]

...ں کی نصرت کیلئے اک آسمانپر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے...

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر: غلام نبی ✣ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان ✣

نمبر ۴۴ | مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء | مطابق ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

گذشتہ ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت رہی۔ لیکن اب بفضل خدا آرام ہے۔ جلسہ پر آنیوالے احباب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک نہایت ضروری اعلان رقم فرمایا ہے۔ جو انشاء اللہ اگلے اخبار میں شایع ہو گا۔

انتظامات جلسہ میں مقامی اصحاب بڑے جوش سے حصہ لے رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ اب کے کئی ایک ایسے کام جن پر پہلے بہت خرچ آیا تھا۔ احباب کی مدد سے کرانے کی کوشش کی جائیگی۔

نظم

اسلام کی خیر

(از جناب محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیرکوٹلوی)

نرغے میں دشمنوں کے اسلام آرہا ہے
دشمن ہر اک طرف سے آنکھیں دکھا رہا ہے

عیسائی اسکے دشمن موسائی اسکے بیری
ترسا و گبر ہر اک اسکو جلا رہا ہے

الزام اسپہ یہ ہے تلوار کا ہے مذہب
تیغ برہنہ اسکو دشمن بتا رہا ہے۔

خونخوار بدگہر نے خونخوار اسکو سمجھا
اتنی سی بات پر ہی خون اس کا کھا رہا ہے

خونی سمجھ کے اسکو پیاسا ہے اسکے خوں کا
اسلامیوں کا خون ناحق بہا رہا ہے

دشمن کی بات سنکر دشمن ہوا ہے عالم
بے درد نقش ہستی اس کا مٹا رہا ہے

ہم سے جو کوئی پوچھے ہے صلح کا یہ مذہب
اللہ کی محبت دل میں بٹھا رہا ہے۔

پیدا کیا ہے جس نے عالم کا ذرہ ذرہ
یاد اسکی تازہ کرکے رب کو بھلا رہا ہے

دُنیا تھی ماسوا کی اُلفت میں غرق گویا
دریائے معرفت میں اسکو ترا رہا ہے

تھا صلح و آشتی کا مذہب خدا نے بھیجا
دشمن ہی دشمنی سے دشمن بنا رہا ہے

ہم کو بتائے کوئی تلوار وہ کہاں ہے
جو غیر مسلموں پر تنہا چلا رہا ہے

تیغ زباں خامہ لاریب کارگر ہے
گردن کو جس کے آگے عالم جھکا رہا ہے

دنیا میں چرچا اس کا ہے شد و مد سے
صادق پیام احمد سب کو سنا رہا ہے

نیر چمک رہا ہے خورشید بن کے گویا
عنبر رنگ وحشیوں کو نوری بنا رہا ہے

تیغ و تفنگ ان کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہے
الحاد و زندقہ ہے جو منہ کی کھا رہا ہے

خونریز اسکو کہنا ہے ناروا سراسر
خونریزیوں کو یکسر یہ دیں مٹا رہا ہے

نیرنگ گو رے کالے اسنے کئے ہیں آکر
غیروں کو آشتی سے اپنا بنا رہا ہے

یورپ میں احمدیت پھیلائی اس نے جاکر
دیکھو کہ تیغ برّاں کس کو دکھا رہا ہے

نبی کے آشتی کے سائے یہ ہیں کہ جسکے
یہ دشمنوں کی رہ میں آنکھیں بچھا رہا ہے

دین غریب کی ہو اب خیر میرے مولا
غربت میں جاکے دنیا عالم پہ چھا رہا ہے

جنہیں کھٹک رہا ہے پھوٹیں حسد کی آنکھیں
توقیر و مانتہ جن سے نصرت اٹھا رہا ہے

لیتا ہے کیا کسی کا کیوں اسکو کوستے ہیں
مستی حق میں آکر توحید گا رہا ہے۔

پھولے پھلے جہاں میں پھیلے جہان بھر میں
ایماں کے میٹھے میٹھے میوے کھلا رہا ہے

جان مسیح احمد ہے شادمان و خورم
جن کا ہر ایک خادم جان تک لڑا رہا ہے

دیتا ہے جان کوئی تو سر کٹنے ہے کوئی
زر جو دیا خدا نے کوئی لٹا رہا ہے

صادق کو ہے بشارت نیر کو ہے یہ مژدہ
تائید آرہی ہے انعام آرہا ہے۔

اللہ رحم کیجو تو ثاقب حزیں پر
تنہا ہے اور بیکس نرغے میں آرہا ہے

اللہ اماں میں رکھیو تو ثاقب حزیں کو
اک دین حق کا غم ہے جو اسکو کھا رہا ہے

خریداران الفضل توجہ فرماویں

میں نے ۲۴ ر اکتوبر کے الفضل میں لکھا تھا کہ اس سال میں ۔۔۔ روپے خرچ آمد سے زیادہ ہوا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کم از کم پانسو خریدار اور دیا جائے ٭

اسکے جواب میں خان بہادر جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب بھیلی بھیت نے لکھا کہ وہ دسمبر تک پانچ خریدار مہیا کر دینگے میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ اس مثال کی تقلید کی جائیگی۔ خان بہادر موصوف اپنا وعدہ پانچ خریداروں کا پورا کر چکے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ چکے ہیں۔ اور یہ خریدار ابھی سلسلہ سے باہر مہیا کئے ہیں۔ مگر ہمارے دوسرے دوستوں نے کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چنانچہ خود جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ میں نے اور کسی صاحب کا نام الفضل میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ میں تو اپنا وعدہ پورا کر چکا۔ اور اب دسمبر میں اسپر مستزاد کرونگا۔ اور اس کے بعد میں اپنی طرف سے اور نام اپنے بھائیوں کی طرف سے پیش کرنا شروع کرونگا ٭

کیا ہمارے احباب اس جوان ہمت بزرگ کے ان فقرات کو غور سے پڑھینگے۔ اور عملی رنگ میں اس کا جواب دینگے۔ الفضل کا خرچ آمد سے زیادہ ہے۔ اور اس کا علاج توسیع اشاعت ہے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا قیمت بڑھائی جائیگی۔ اسلئے قیمت بڑھانے کا موقعہ نہیں۔ آپکا ایک ہی آرگن ہے۔ اور اسی کے ذریعہ آپ بہت کچھ تبلیغ سلسلہ کا کام لے سکتے ہیں ٭

بعض احباب یہ عذر کر دیتے ہیں کہ ہم پڑھے لکھے نہیں حالانکہ وہ دوسروں سے پڑھا کر سن سکتے ہیں۔ ہمارے زمیندار بھائی اچھے مرفہ الحال ہیں۔ مگر صرف ناخواندگی کے عذر کی وجہ سے اخبار نہیں خریدتے۔ اگر وہ دوسروں سے پڑھا کر سننے کی عادت ڈال لیں۔ تو وہ اس رنگ میں غیر احمدی خواندوں کو تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔ بعض ان پڑھ دوستوں نے اسپر عجیب عجیب قصے سنائے ہیں کہ کسطرح وہ حضرت اقدس کی کتب و رسالے کسی غیر احمدی ملّا یا مولوی یا معمولی مدرسے کے خواندہ کے سامنے رکھ دیتے کہ بھئی ذرا ہم کو پڑھ کر سنانا اسمیں کیا لکھا ہے۔ وہ دو سطر ہی پڑھنے والا بھی متاثر ہو گیا اور بیعت کرلی۔ پس ناخواندہ احباب کے نام بھی الفضل کے خریداروں میں آنے چاہئیں۔ مینیجر الفضل قادیان

خریداروں کو اخبار کیوں لیٹ پہنچتا ہے؟

شکایت کی جاتی ہے کہ خریداران الفضل کو اخبار کیوں لیٹ پہنچتا ہے میں پہلے بھی احباب کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ ہماری طرف سے کبھی کوئی کوتاہی نہیں ہوتی۔ نمبر ۴۱ و نمبر ۴۲ کی نسبت تو یہاں تک اہتمام تھا۔ کہ جب فرمہ وقت پر نہ ملا۔ تو کارکنان دفتر مینیجر الفضل نے رات کو دفتر میں بیٹھ کر اخبار بنایا اور ڈاکخانہ وقت مقررہ سے پہلے پہنچایا گیا۔ مگر پھر بھی افسوس کے ساتھ دیکھا گیا۔ کہ اخبار کا ایک حصہ ڈاکخانہ میں پڑا ہے۔ اور اسی روز روانہ نہیں ہوا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ڈاک اب بجائے ۵ بجے کے ۳ بجے جاتی ہے۔ اور مہریں لگانے والے پیکر کو دو کام ہوتے ہیں۔ ایک لیٹر بکس کھولنے۔ دوسرا اخبار چھاپنا۔ ادھر سارٹر کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اس قلیل عرصے میں اتنا اخبار سارٹ نہیں کر سکتا۔ مگر سب پوسٹماسٹر صاحب زبان سے مجھے یقین دلاتے رہتے ہیں۔ کہ ہو جائیگا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک یہ ایک پیکر اور یہ سارٹر کلرک ہے نہیں ہوگا ٭

اس کے متعلق ایک دو ہفتے اور دیکھ کر پھر کوئی افسران بالادست تک کارروائی کی جائیگی۔ فی الحال تو میں اپنی بریت چاہتا ہوں۔ دوم مشین مطبع بوجہ پرانی ہونے کے بگڑی رہتی ہے۔ فرمہ وقت پر بعض اوقات نہیں چھپ سکتا۔ فنڈ کمزور ہے۔ موجودہ سامان و ذرائع ہی سے کام چلانا ہوا۔ کیا کہا جائے۔ ناظرین کی توجہ کا یہ حال ہے۔ کہ تمام سال میں صرف بیس خریدار بڑھے خریدار تو بہت بڑھے۔ مگر وی پی واپس کرنے والے اتنے نکلے۔ کہ تمام بڑھوتی اسمیں چلی گئی ٭ مینیجر الفضل قادیان

جلسہ پر آنیوالے احباب مطلع رہیں

جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء پر جو احباب بٹالہ اسٹیشن پر اتر کر اپنا اسباب گڈوں پر لدوائیں گے۔ ان سے فی بسترہ ایک اور فی ٹرنک ۲ ر لئے جاوینگے ٭ افسر جلسہ سالانہ قادیان

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دار الامان - مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء

مولوی محمد علی صاحب کا ”ایک ضروری اعلان“

حال میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک اعلان شایع کیا ہے۔ جو خاص طور پر ہمارے پاس بھی برائے اشاعت بھیجا گیا ہے۔ چونکہ مولوی صاحب نے اس میں اپنے ہی ساتھیوں کو مخاطب کیا ہے۔ اور انہی کے متعلق وہ اعلان ہے۔ اسلئے ہم اسے شایع کرنے کی تو ضرورت نہیں سمجھتے۔ البتہ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مناسب جانتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

اس اعلان کو دیکھ کر اس بات پر تو خوشی ہوئی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس دل آزار اور سب و شتم کے رویہ کو جو نہ صرف ان کے ساتھیوں کا بلکہ خود ان کا ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق خاص کر اور دیگر معززین اور ساری جماعت کے متعلق عام طور پر رہا ہے۔ ترک کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے اور ”ذاتی حملوں“ اور ”دل آزار کلمات“ سے مجتنب رہنا مناسب سمجھا ہے۔ لیکن جس رنگ اور جس طریق سے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ وہ ضرور قابل افسوس ہے۔ کیونکہ اس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ اس وقت تک جو سختی اور درشت کلامی ان کی طرف سے ہو رہی ہے۔ وہ صرف اس لئے ہے کہ ان پر سختی کی جاتی۔ اور ان کے متعلق دل آزار کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ گویا وہ مجبوراً جوابی طور پر ایسا کر رہے ہیں۔ لیکن آیندہ وہ جوابی رنگ میں بھی اس طرح نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں:۔

”اپنے عقائد و خیالات کی اشاعت اور تبلیغ یا باہمی تبادلہ خیالات ضروری ہیں۔ اور مجھے پہنچنے چاہیئں۔ لیکن اسمیں بھی اسی امر کو مد نظر رکھا جائے کہ کسی شخص کے متعلق ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے قطعی اجتناب کیا جائے۔ خواہ دوسرے کی طرف سے ایسے ذاتی حملے ہوں۔ اور خواہ اسکی طرف سے رنجدہ کلمات سننے پڑیں۔ محض بدلہ کے طور پر دل آزار کلمات سے اجتناب کرنا یعنی اگر دوسرا اجتناب کرے۔ تو ہم بھی کریں۔ یہ کوئی بڑا مقام نہیں۔ بلکہ وہ اعلیٰ اخلاق جن پر اسلام ہمیں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس بات کو چاہتے ہیں کہ ہم دوسرے سے رنجدہ باتیں بلکہ گالیاں سنکر بھی اس کا جواب نرمی سے دیں۔“

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب اپنے ساتھیوں کو بتا رہے ہیں کہ تم دوسروں کی طرف سے ذاتی حملے اور دل آزار کلمات سنتے ہوئے خود ایسا نہ کرو۔ اور یہ خیال نہ کرو۔ کہ جب دوسرے دل آزار کلمات استعمال کرنے سے اجتناب کرینگے۔ تب ہم بھی رکینگے۔ بلکہ اس حالت میں جبکہ دوسرے تمہاری دل آزاری کر رہے ہیں اور تم پر ذاتی حملے کر رہے ہیں۔ تم ایسا کرنا چھوڑ دو۔

لیکن کیا واقع میں بھی ایسا ہی ہے کہ دوسرے یعنی ہم۔ غیر مبایعین پر ذاتی حملے کر رہے ہیں اور ان کے متعلق دل آزار کلمات استعمال کر رہے ہیں۔ اور وہ جو کچھ لکھتے ہیں جوابی طور پر لکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہوتا۔ تو ہم مولوی صاحب کو ان کے مذکورہ بالا الفاظ پر مبارکباد کہتے۔ لیکن حالت جبکہ اس کے الٹ ہے۔ اور مولوی صاحب بھی اس سے ناواقف نہیں۔ تو سوائے اسکے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب دوسروں کو دل آزاری سے روکتے ہوئے خود ہماری دل آزاری سے باز نہیں رہے۔ کیونکہ انہوں نے ذاتی حملے کرنے اور دل آزار کلمات استعمال کرنے کا سارا بار ہم پر ڈال دیا ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کی پوزیشن محض مدافعانہ قرار دی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں ہمیشہ ابتدا ان کی طرف سے ہوئی ہے اگر گذشتہ تحریروں کو دیکھا جائے۔ تو ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ جس قدر درشت الفاظ ان کی تحریروں میں اور خود مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں میں پائے جائینگے۔ اتنے ہماری تحریروں میں نہیں مل سکینگے۔ اور دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ حال ہی کی تحریروں کو لے لیا جائے۔ آج سے چند ماہ گذشتہ کے ”الفضل“ اور ”پیغام صلح“ کے پرچے سامنے رکھ کر دیکھ لیا جائے۔ کہ کس میں دشنام دہی اور درشت کلامی سے کام لیا گیا ہے اور کس نے جوابی طور پر مجبوراً کچھ لکھنا پڑا ہے۔ اور ہم تو کہتے ہیں۔ پیغام صلح کے گذشتہ پرچوں کو بھی دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کے اعلان پر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اپنی طرف سے جو نوٹ لکھا ہے وہی دیکھ لینا کافی ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ:۔

”مدیر اخبار پیغام صلح انشاء اللہ العزیز آیندہ حتی الوسع ان حدود کی حفاظت کریگا۔ اس اشاعت کا ایک حصہ چونکہ پہلے تیار ہو چکا تھا جس کے لئے ہم معذور ہیں۔“ (ضمیمہ پیغام ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء)

یہ الفاظ اس رویہ کو بتا رہے ہیں۔ جو اس آخری لمحہ تک جبکہ مولوی محمد علی صاحب کا اعلان ایڈیٹر صاحب پیغام کے پاس پہنچا۔ پیغام صلح کا ہمارے متعلق تھا۔ اس کے بالمقابل ”الفضل“ دیکھنے والے کو تسلیم کرنا پڑیگا ہمارا طرز عمل مولوی محمد علی صاحب کے اعلان سے قبل ہی یہ ہے۔ کہ ہم ان کی رنجدہ باتیں بلکہ گالیاں سنتے اور نرمی سے جواب دیتے ہیں۔

بہر حال اگر اس اعلان کا اثر دیرپا ...... رہا۔ اور اس کو پوری طرح نباہا گیا۔ تو یہ خوشی کی بات ہوگی۔ اور اس طرح ایک ایسی روش پر مولوی صاحب اور ان کے رفقاء چل پڑینگے۔ کہ امید ہے۔ اس کی برکت سے ایک قدم اور بڑھانے کی بھی ان کو توفیق مل جاوے۔ کیونکہ سب و شتم جو بے جا جوش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ترک کرنے سے جب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ تو اس میں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اور وہی باتیں جو پہلی حالت میں ناپسند ہوتی ہیں دل میں گھر کر لیتی ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کے لئے ایسا موقع لائے۔ اور انھیں اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔

خطبۂ جمعہ

(فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء)

ایک عام نصیحت

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس سلسلہ مضمون کے متعلق جس پر میں پچھلے چند ہفتوں سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ اور اسی تسلسل میں جو پچھلے خطبہ جمعہ میں بیان کیا گیا تھا۔ آج بھی میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس دن ایک سوال تھا۔ جو رہ گیا تھا۔ مگر اس کی تشریح کرنے سے پہلے آج بھی میں چند ضمنی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں:۔

صحیح سیاست کی سمجھ

پہلی بات تو یہ ہے کہ دنیا میں کسی قوم۔ کسی جماعت اور گروہ کے قابل ہونے اور کوئی کام کرنے کی لیاقت رکھنے کی بعض علامتیں ہوتی ہیں۔ جنہیں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ جماعت یا قوم یا گروہ صحیح سیاست کو سمجھے۔ نظام اجتماعی کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے۔ ان کا علم رکھے۔ اس لفظ (نظام اجتماعی) کو بہت لوگ نہ سمجھتے ہونگے۔ اسلئے یہ کہو کہ اکٹھے ملکر رہنے اور کام کرنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے۔ جب تک جماعت کے افراد ان کو نہ سمجھتے ہوں۔ اور سمجھنے کے یہ معنی نہیں کہ جب ان کو سمجھایا جائے۔ تو سمجھیں۔ بلکہ یہ ہیں کہ موقع اور محل کے مناسب ان باتوں کے متعلق خود ان کے اندر ایسی طاقت ہو۔ ایسی قوت اور سمجھ ہو کہ جسے استعمال کر سکیں اس وقت تک کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ اور وہ اس موقع پر صحیح طور پر منطبق ہوتا ہے اسلئے سناتا ہوں۔ کہتے ہیں۔ ان کے پاس تصوف کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک شخص آیا۔ اور پڑھتا رہا۔ ان کا نمونہ دیکھ کر سبق حاصل کرتا رہا۔ جب اس نے بہت علم حاصل کر لیا تو چاہا کہ واپس وطن جاکر اور جاکر دوسروں کو یہ علم سکھاؤں۔ بزرگ نے اس سے سوال کیا تم واپس تو جانے لگے ہو۔ مگر یہ تو بتاؤ تمہارے ملک میں شیطان ہوتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا حضور شیطان کہاں نہیں ہوتا۔ ہر جگہ ہوتا ہے۔ اور وہاں بھی ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ اگر وہاں بھی ہوتا ہے۔ تو تمہارا مقابلہ کریگا یا نہیں۔ اس نے کہا حضور کریگا انہوں نے کہا۔ پھر یہ بتاؤ۔ جب تم خدا کا قرب حاصل کرنے اور لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے کی کوشش کروگے۔ اور شیطان تمہارا مقابلہ کریگا۔ تو تم کیا کروگے۔ اس نے کہا میں اس سے لڑونگا انہوں نے کہا اچھا تم اس سے لڑوگے اُسے ہٹا دوگے اور دور کر دوگے۔ مگر پھر جب تم نے خدا کی طرف توجہ کی وہ پھر آجائیگا پھر کیا کروگے۔ اس نے کہا پھر دھتکار دونگا۔ انہوں نے کہا اسپر وہ چلا گیا۔ لیکن جب تم توجہ کرنے لگے۔ پھر آگیا۔

شیطان چونکہ کُتا یا کوئی اور جانور نہیں۔ جس کے متعلق وہ یہ کہہ سکتا کہ مار ڈالونگا اسلئے وہ یہی کہہ سکتا تھا کہ بھگا دونگا اور بزرگ کہتے۔ وہ پھر آجائیگا۔ اسپر وہ حیران ہو گیا۔ بزرگ نے کہا اچھا میں ایک اور بات پوچھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تمہارا ایک دوست ہے۔ جس نے اپنی حفاظت کیلئے ایک کُتا پالا ہوا ہے تم اس سے ملنے کے لئے گئے۔ لیکن کُتے نے تمہیں روک دیا اسوقت کیا کروگے۔ اُس نے کہا کہ میں کُتے کو مار کر ہٹا دونگا انہوں نے کہا وہ پھر آجائیگا۔ دوست کا کُتا ہونے کی وجہ سے وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ مار ڈالونگا۔ اسلئے صحیح اور سچی بات کی طرف راہ نمائی ہوئی۔ اس نے کہا میں دوست کو کہونگا کہ آؤ اور اپنے کُتے کو ہٹاؤ۔ اسپر بزرگ نے کہا کہ بس شیطان کے مقابلہ میں بھی تم اسی طرح کرنا۔ جب وہ بار بار تمہارے مقابلہ میں آئے تو خدا تعالیٰ کو ہی کہنا کہ خدایا آپ ہی اسے ہٹائیے کہ یہ مجھے آپ کی طرف آنے نہیں دیتا۔ تب وہ ہٹیگا۔

کامیابی کے لئے ایک ضروری بات

اسمیں ایک نکتہ ہے۔ اور وہ یہ کہ کوئی انسان کوئی قوم۔ کوئی جماعت کوئی ملک۔ کوئی حکومت اسوقت تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے پاس اس کُتے کے ہٹانے کا سامان نہ ہو جو پیچھے سے اُسے پکڑتا۔ اور مقصد اور مدعا کی طرف جانے سے روکتا ہے۔

جب کوئی قوم کسی مقصد اور غرض کیلئے کھڑی ہوتی ہے اور جب کوئی حکومت کسی ملک پر چڑھائی کرتی ہے۔ تو اسکو کچھ تو سامنے سے کرنا ہوتا ہے۔ اور کچھ پیچھے سے۔ مثلاً ایک حکومت ہے جس کی کسی دوسرے ملک سے لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ اسوقت ایک تو آگے سے اُسے دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور کچھ پیچھے ایسے لوگ ہونگے جو اس خیال سے کہ لڑائی شروع ہونے کی وجہ سے ان پر ٹیکس لگینگے کہینگے لڑائی چھوڑ دو ہم نہیں لڑنا چاہتے۔ کچھ ایسی عورتیں ہونگی جو اسوجہ سے کہ لڑائی میں ان کے بچے مرینگے کہینگی۔ لڑائی نہیں کرنی چاہیئے کچھ ایسے لوگ ہونگے جو سمجھینگے کہ فوجیں ان کے کھیتوں میں سے گذرینگی کہیں خندقیں کھودی جائینگی کہیں قلعے بنائے جائینگے کہیں کھیتیاں کاٹی جائینگی کہیں مکان اور عمارتیں گرائی جائینگی اسلئے کہینگے۔ ہمیں لڑائی میں پڑنے کی ضرورت نہیں گویا آگے سے تو دشمن کی تلوار چمک رہی ہوگی۔ اور دشمن کی توپیں گرج رہی ہونگی۔ اور پیچھے سے ایسے لوگ پکڑ پکڑ کر کھینچیں گے۔ اور رکاوٹیں ڈالینگے کہ ہم لڑنے کیلئے نہیں جانے دینگے۔

ایسے موقع پر اور ایسی گھڑی میں ملک کے افراد جب تک یہ جانتے ہونگے کہ اس لڑائی کے نتیجہ میں ہمیں بہت بڑا نفع حاصل ہوگا۔ بچوں کا مرنا ہمارے آزاد رہنے کا باعث ہوگا۔ اور ٹیکسوں کا لگنا لاکھوں اور کروڑوں روپے لانے کا ذریعہ ہوگا اسوقت تک دشمن کے مقابلہ میں فتح نہیں بلکہ شکست ہوگی۔ لیکن جب ملک کا ہر ایک فرد یہ سمجھتا ہو کہ یہ روپیہ ضائع نہیں جائیگا۔ بلکہ بیج ہوگا جس سے لاکھوں اور کروڑوں روپے پیدا ہونگے یہ بچے مرینگے نہیں۔ بلکہ قوم کی کھیتی کے لئے آبیاری کا کام دینگے۔ یہ گاؤں اور کھیتیاں برباد نہیں ہونگی بلکہ درحقیقت [illegible] ایک ایسا اونچا چبوترا بن رہا ہوگا جسے کوئی سیلاب گرا سکیگا تب فتح ہوگی۔ کیونکہ اسوقت ہر ایک کھڑا ہو جائیگا۔ اور جو کوئی اس کے خلاف کوئی بات کہیگا۔ اس کو گرا دیگا۔ اسوقت حکومت کو ضرورت نہ ہوگی کہ پیچھے سے کھینچنے والوں کی طرف توجہ کرے۔ کیونکہ دوسرے لوگ خود اس کام کو سنبھال لینگے اور حکومت کو کہینگے جاؤ تم جاکر دشمن کا مقابلہ کرو ہم ان لوگوں کا انتظام خود کر لینگے۔ تب حکومت کی توجہ نہ بٹیگی۔ اور وہ دشمن کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکیگی۔

بات سمجھنے کا مادہ

پس وہ قوم اور وہ جماعت جس کے افراد میں یہ عقل اور یہ سمجھ نہ ہو کہ سیاست کو سمجھ سکیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے پہلے تو میں عام نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر ایسی عقل اور سمجھ پیدا کرو کہ تمہارے دماغ بے عقلی اور جہالت کی طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ اپنے دماغ اور عقل کو نیک باتوں کی طرف لگاؤ جس قوم نے ترقی کرنی ہوتی ہے اسکے افراد ایسے نہیں ہوتے کہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات انہیں سمجھائی جائے۔ تب ہی وہ سمجھیں۔ بلکہ ان کے اندر ایسا مادہ ہوتا ہے کہ خود بخود ایسی باتوں کو سمجھ لیتے اور انکے مطابق اپنا طرز عمل بنا لیتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جنہیں یہ مادہ نہیں ہے۔

بہت سے سے مراد

"بہت سے" سے مراد اکثر نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے جب میں نے اسی قسم کا فقرہ کہا تھا۔ تو دشمنوں نے اس سے اکثر لوگ سمجھ لیئے۔ اور سلسلہ کے سلسلہ مخالف (اشاراللہ) نے اس پر پھبتیاں اڑائیں۔ پس اکثر اور ہے۔ اور بہت اور۔ ان میں بڑا فرق ہے۔ تو بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں اتنی عقل و خرد نہیں ہوتی۔ کہ بات کو صحیح طور پر سمجھیں۔ بلکہ وہ ہر بات سے الٹا نتیجہ نکال کر اپنی بھی عقل مارتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تنگ کرتے ہیں۔

تخفیف اخراجات

۶۔ ان باتوں میں سے ایک بات جس پر سلسلہ خطبات شروع ہے۔ یہ ہے۔ کہ جو کام اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کا بوجھ موجودہ حالات میں جماعت کی برداشت سے باہر ہے۔ اس وجہ سے مالی بجٹ میں کارکنان کو بہت سی تخفیف کرنی پڑی۔ اور بعض کو الگ کیا گیا۔ کئی تو ہٹائے گئے۔ اور بعضوں کی تنخواہوں میں کمی کی گئی۔ اور بعض اور اخراجات کم کر دیئے گئے۔ اس کے متعلق جو کچھ ہوا۔ پہلے اپنے صیغوں نے کیا۔ پھر میرے پاس لائے۔ اور میں نے کئی دن لگا کر اخراجات میں اور بھی کمی کی۔ جو کم از کم تیس چالیس ہزار کے قریب ہوگی۔ اور اس طرح ایسی صورت پیدا کی۔ کہ جو موجودہ آمد ہے۔ اسی سے پچھلے مشکلات ایک دو سال میں رفع کیئے جا سکیں۔

تخفیف کس اصل پر کی گئی

یہ تخفیف جو پہلے یا میرے سامنے ہوئی ایک اصل کے ماتحت کی گئی۔ پہلے تو یہ تجویز کی گئی کہ قحط الاؤنس اڑا دیا جائے۔ یا کوئی اور ایسی تجویز کی جائے۔ جس سے سب کی تنخواہوں پر اثر پڑے۔ لیکن میں نے کہا۔ یہ طریق غلط ہے۔ جن کو تھوڑی تنخواہ ملتی ہے۔ ان کی تنخواہ میں کمی کرنے سے ان کا گذارہ نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ وہ بمشکل ضروریات زندگی مہیا کر رہے ہیں۔ لیکن بڑی تنخواہوں والے کچھ ایسے بھی اخراجات رکھتے ہیں۔ جن میں کمی کی جا سکتی ہے۔ اس لیئے سب کی تنخواہ کم نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ صرف ان کی کم کرنی چاہیئے۔ جن کا کھانے اور کپڑوں کے علاوہ اور چیزوں پر خرچ ہوتا ہے۔ اسلیئے ہمیں ان کی تنخواہوں پر ہاتھ صاف کرنا چاہیئے۔ چنانچہ سو سے اوپر تنخواہ رکھنے والوں کی ۲۰ فیصدی اور سو سے ساٹھ تک تنخواہ والوں کی ۱۵ فیصدی تنخواہ کم کر دی گئی۔

تخفیف پر کارکنوں کی آمادگی

جب یہ فیصلہ ہوا۔ تو صیغہ جات نظارت والے سب موجود تھے۔ میں نے انہیں کہا۔ تم کو اگر یہ منظور ہے۔ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ ورنہ ہم ان کو رکھ سکتے ہیں۔ جو اس تجویز کے ماتحت رہیں۔ اور جو نہ رہنا چاہیں وہ ہماری طرف سے آزاد ہیں۔ ہمیں ان پر کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ لیکن ان لوگوں نے نہایت خوشی اور پر جوش طور پر اس تجویز کو قبول اور منظور کر لیا۔ اور کہا بیشک ہماری تنخواہوں کو کاٹ لیا جائے۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک نمونہ دیکھا کہ ایک شخص کی تنخواہ ۶۲ یا اس کے قریب تھی۔ اس کو کہا گیا۔ کہ تمہاری تنخواہ پر تو اس تجویز کا اثر نہیں ہوگا۔ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد صدر انجمن کے کارکن آئے۔ ان کو میں نے لکھ کر تجویز دی۔ کہ جو اس کے مطابق کام کرنا چاہیں کریں۔ اور جو نہیں کرنا چاہتے ان کو بھی ہم مجبور سمجھتے ہیں۔ ہماری حالت یہ ہے۔ اس کے مطابق جو کام کرنا چاہیں کریں۔

تو ایک تو یہ بات تجویز کی گئی۔ کہ جو تھوڑی تنخواہ لینے والے ہیں ان کی تنخواہوں میں کمی نہ کی جائے۔ اور دوسری یہ کہ جن کی تنخواہ زیادہ ہے ان کی کم کی جائے۔ اور تیسری یہ کہ ایسے ملازم جو یہ لفظ پہلے استعمال کی وجہ سے غلطی سے نکل گیا ہے) ایسے کارکن کہ جن کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ ان کو ہٹا دیا جائے۔ اور ان کا کام دوسروں پر ڈال دیا جائے۔

تخفیف کے متعلق اعتراض

اس تجویز کے ماتحت کچھ کام کرنے والے ہٹائے گئے اور بڑی تنخواہوں والوں کی تنخواہیں کم کی گئیں۔ اب بجائے اس کے کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ قبول کیا کہ ان کی تنخواہیں ۲۰ فیصدی اور ۱۵ فیصدی کاٹ لی جائیں۔ دوسرے انہیں شکر اور امتنان کی نظر سے دیکھتے۔ کہ انہوں نے خوشی سے دین کیلئے قربانی کی ہے۔ یہ کہنا شروع کر دیا کہ تھوڑی تنخواہ والوں کو تو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اور بڑی تنخواہ والوں کو رکھ لیا گیا ہے۔

اعتراض کی لغویت

جن لوگوں کے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ان کا یہ خیال کیسا پاگلانہ ہے۔

فرض کر لو۔ ایک ایسی گارد ہو جس میں سو سپاہی اور ایک افسر ہو۔ ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے۔ کہ کچھ سپاہی کم کر دیئے جائیں۔ اس پر کوئی کہے۔ یہ تو بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ کہ تھوڑی تنخواہ والے دس سپاہی علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ اور ایک افسر پانچ سو تنخواہ لینے والا علیحدہ نہ کیا تو یہ کیسی جہالت کی بات ہوگی۔ کیونکہ اگر افسر علیحدہ کر دیا جائے۔ تو سپاہی لڑینگے کسطرح

اسی بات کو مد نظر رکھ کر دیکھو۔ مثلاً دفتر امور عامہ ہے۔ جس میں دو کارکن اور ایک ان کا افسر ہے۔ اب اگر افسر ایک کارکن کا کام بھی اپنے ذمہ لے لے۔ تو ایک کارکن کو ہٹایا جا سکتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ افسر کو ہٹا دیا جائے۔ وہ دونوں کام کرینگے۔ اس طرح کام نہیں چلیگا۔

ایک عام مثال

یا مثلاً زمیندار ایک نوکر رکھے۔ جو ہل چلائے۔ اور چار بیل رکھے (چونکہ زمینداروں کو بھی سلسلہ کی باتوں سے تعلق ہے۔ اس لیئے ان کے گھر کی مثال پیش کرتا ہوں۔ تا کہ وہ سمجھ سکیں کہ اعتراض کرنے والے کیسے جاہل ہیں) نوکر کی حیثیت افسر کی سمجھ لو۔ اور بیلوں کی ماتحت کام کرنے والوں کی۔ اس پر ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ زمیندار اخراجات کی تنگی کی وجہ سے ان کا خرچ نہ برداشت کر سکے۔ اب وہ ایک یا دو بیلوں کو ہٹائیگا۔ یا کامے (ملازم) کو اگر کامے کو ہٹائیگا۔ تو کیا بیل آپ ہی آپ ہل چلائینگے۔ وہ ایک دو بلکہ ضرورت مجبور کریگی۔ تو تین بیلوں کو بھی ہٹا دیگا۔ لیکن ایک کامے ضرور رکھیگا۔ کیونکہ چار بیل بھی اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔

افسر کیوں نہ ہٹائے گئے

تو اس سے زیادہ پاگلانہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ افسروں کو کیوں نہیں ہٹایا گیا۔ اور ماتحت کام کرنے والوں کو ہٹا دیا گیا۔ . . . .

. . . . اور یہ محض اس لیئے کہا گیا۔ کہ ان کے قلب ایسے ہو گئے ہیں۔ کہ وہ محض اعتراض کرنے کیلیئے اعتراض کرتے ہیں۔ نہ کہ اصلاح کی غرض سے۔ اگر افسر کو الگ کر دیا جائے۔ تو کام کسطرح چل سکتا ہے۔ ایک گھر کا ایک کماؤ ہوتا ہے اور اس سے نیچے اس کے بال بچے ان میں سے کوئی مر جائے۔ تو پیچھے گھر میں امن قائم رہ سکتا۔ اور ابتری نہیں پھیل سکتی۔ باپ یا دس بارہ بچے جنہیں وہ پال رہا ہوتا ہے۔ یا ماں جو ان کی نگرانی کرتی ہے۔ وہ مر جائے۔ تو فتنہ نہیں پڑتا۔ اگر آٹھ یا دس بچے بھی مر جائیں۔ لیکن ایک کام کرنے والا باپ زندہ رہے۔ یا ایک نگرانی کرنے والی ماں موجود رہے۔ تو وہ ابتری نہیں پڑے گی۔ جو ایک باپ یا ماں کے مرنے اور ساری بچوں کے زندہ رہنے سے پڑتی ہے۔ اسی طرح افسر کے ہٹانے کے معنے ہوں گے۔ کہ سارا کام خراب کر دیا جائے۔ ایک ہیڈ ماسٹر جس کے ماتحت دس بارہ مدرس کام کرتے ہیں

اس کو اسلئے ہٹانا نامناسب ہوگا۔ کہ اس کی تنخواہ زیادہ ہے۔ یا مدرسوں میں سے کچھ الگ کر دینے مناسب ہونگے۔ جن کی تنخواہ کم ہوگی۔ اگر ہیڈ ماسٹر کو ہٹایا جائیگا۔ تو کام نہیں چل سکیگا۔ لیکن اگر کسی مدرس کو ہٹایا جائیگا۔ تو اس کا کام دوسروں پر تقسیم کر دیا جائیگا۔ اور کام چلتا رہیگا۔ اسی طرح اگر تخفیف کا سوال اٹھیگا۔ تو ضلع کے ڈپٹی کو ہٹایا جائیگا۔ یا اس کے ماتحت جو چار یا پانچ تحصیلدار کام کر رہے ہونگے۔ ان میں کمی کی جائیگی۔ یا تخفیف کی ضرورت کے ماتحت تھانیداروں میں سے بعض کو۔ انسپکٹر ہٹا دیا گیا تو کام کس طرح چلیگا۔ اور تھانیداروں سے کام کون لیگا۔ اسی طرح اگر ڈپٹی نہ رہا۔ تو تحصیلداروں سے کام کون کرائیگا۔ ہر ایک اپنی اپنی رائے کے ماتحت کام کریگا۔ اور اس طرح کام میں ابتری پڑ جائیگی۔

تو یہ اعتراض جو کیا گیا ہے۔ سخت جاہلانہ اعتراض ہے اور میرے نزدیک اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جس قلب میں یہ اعتراض پیدا ہو رہے ہیں۔ اس سے نیکی اور صداقت مٹ گئی ہے۔ کیونکہ جہاں یہ موجود ہوتی ہے۔ وہاں ایسا غلط اور نادرست قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ وہاں بات کرنے سے پہلے سوچ لیا جاتا ہے۔ اور کہنے سے قبل اپنے دل پر قابو پا لیا جاتا ہے۔ اور دیکھ لیا جاتا ہے۔ کہ کیا کہنے لگا ہوں۔

اعتراض کرنے والوں کی بے ہودگی

جن آدمیوں کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ اور دوسرے تو مجھ تک یہ بات پہنچائی ہے۔ وہ ایک پنجابی مثل کے مطابق ہیں کہ جس بات پر بیٹے کی بیوی کو گالیاں دینی ہوتی ہیں۔ وہ اپنی بیٹی کی طرف منسوب کرکے اسے گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور چونکہ وہ کام اس نے نہیں کیا ہوتا۔ اس لیے وہ اپنے آپ کو اس بارے میں مخاطب نہیں سمجھتی۔ اور اس طرح اس کو آگے رکھکر بیٹے کی بیوی کو گالیاں نکالی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ۔ دوسروں کے نام لیکر کہ انجمن نے یا نظارت نے فلاں بے وقوفی کی بات کی ہے۔ مجھے بے وقوف بناتے ہیں۔ کیونکہ کام میں نے کیا ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ وہ دوسروں کا نام لیکر کہتا ہے۔ مجھے ہی کہتا ہے۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔ کہ کام تو خود کروں اور ذمے دوسروں کے لگا دوں کیونکہ غدار نہیں ہوں۔ جو کام میں نے کیا۔ میں اس کی ذمہ واری سے بری نہیں ہوتا۔ اس لئے میں یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر یہ کوئی غلطی ہوئی ہے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ اور اگر درست اور مناسب بات ہوئی ہے۔ تو بھی میں ایک حد تک اس کا ذمہ دار ہوں۔ مگر میں نے بتایا ہے۔ کہ یہ اعتراض کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی تخفیف کی مثال

خدا تعالیٰ بھی جب تخفیف کرنے پر آتا ہے۔ اور جب زمین پودوں کے لئے پوری غذا مہیا نہیں کر سکتی۔ تو درختوں کے پتے گرا دیتا ہے۔ کیا کسی نے دیکھا ہے۔ کہ ایسے موقع پر جڑ کو اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ نہیں اس وقت شاخوں پر ہی تخفیف کا اثر ہوتا ہے۔ اور جڑ کو اسی وقت کاٹا جاتا ہے جب درخت کو اکھیڑ پھینکنا ضروری ہوتا ہے۔ ہم ہر سال درختوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی تخفیف دیکھتے ہیں۔ ایک موسم آتا ہے۔ جبکہ زمین پوری غذا مہیا نہیں کر سکتی۔ اور دوسرے درختوں کو خوراک دینی ہوتی ہے۔ اسوقت کئی درختوں کے پتے کم کر دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً سنگترے کو پتے دینے کی ضرورت ہے تو آم کے پتوں میں تخفیف کر دی جائیگی۔ کہ وہ پتے جھاڑ دیے۔ اور سنگترہ نکال لے۔ خدا تعالیٰ اس وقت جڑ سے نہیں اکھیڑ دیتا۔ جڑ سے اسی وقت اکھیڑتا ہے۔ جب وہ چیز قائم رہنے کے قابل نہیں رہتی۔

تخفیف فرع میں کی جا سکتی نہ کہ اصل میں

تو تخفیف کا اثر فرع پر پڑتا ہے۔ اصل پر نہیں پڑا کرتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ جب لڑائی ہوتی ہے۔ تو کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ جرنیل اتنی بڑی تنخواہ لیتا رہا ہے۔ اس کا بہت سا روپیہ بینک میں جمع ہے۔ سپاہی مر گیا۔ تو اس کے بال بچوں کو کون پالیگا۔ اس لئے جرنیل کو آگے کر کے مروا دو۔ سب یہی کہینگے۔ کہ سپاہیوں کو آگے کرو۔ کیوں۔ اسلئے کہ جرنیل کے مرنے سے سارے سپاہی مارے جائینگے اور سب کی تخفیف ہو جائیگی۔ مگر سپاہی کے مرنے سے ملک نہیں مرتا۔ بلکہ زندہ ہوتا ہے۔

گھر میں تخفیف کی مثال

پس یہ ایسی موٹی بات ہے۔ کہ فطرتاً اور عقلاً باسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر ایسے لوگ ہیں جو اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے کوئی کس طرح معاملہ کرے۔ جن کی عقل ایسی کند ہے۔ کہ معمولی معمولی اور موٹی موٹی باتیں جو انھیں گھروں میں پیش آتی ہیں۔ روزانہ کاروبار میں دیکھتے ہیں۔ اور خدا کے قانون میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر ٹھیک طور سے حاوی نہیں ہوتے۔ دیکھو اگر گھر کے اخراجات میں تخفیف کا خیال پیدا ہو تو کیا روٹی کی تخفیف کی جائیگی۔ جس پر دس بارہ۔ پندرہ بیس روپیہ ماہوار لگتے ہیں۔ یا ایک ریشمی رومال پر جو چار پانچ روپیہ کو خریدا جاتا تھا۔ بات یہ ہے کہ تخفیف کے لیے صرف قلیل اور کثیر خرچ کو نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس خرچ کو ہٹا کر کام کس طرح چلایا جائیگا۔ اور آیا کام خراب تو نہیں ہو جائیگا۔ ایک تو یہ بات ہے۔ جو میں کہنا چاہتا تھا۔

منافق ہمیشہ ناکام رہینگے

دوسری بات یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے مجھے لکھا ہے۔ کہ افسران کو تنبیہ کر دو۔ کہ ان کا معاملہ ماتحتوں سے ٹھیک نہیں ہے۔ ورنہ تمہارے ان خطبات کے اثر سے ڈر کر اس وقت لوگ چپ تو ہو جائینگے۔ لیکن چار یا پانچ ماہ بعد دیکھنا کیا نتیجہ نکلیگا۔

ساری دنیا کے بادشاہ بھی منصب سے نہیں ہٹا سکتے

اس نے تو چار پانچ ماہ کا عرصہ بتایا ہے۔ لیکن میں آج ہی بتاتا ہوں۔ کہ کیا ہوگا۔ مجھے کسی دنیاوی حکومت نے کھڑا نہیں کیا۔ اور نہ کوئی ایسی حکومت ہے۔ جو مجھے ہٹا سکے۔ ہمارے بادشاہ معظم جارج پنجم ہیں۔ میں ان کا ادب کرتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے کہتا ہوں بادشاہ معظم نہیں دنیا کے سارے بادشاہ بھی ملکر مجھے اس منصب سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتے۔ کیونکہ مجھے اس پر کسی انسانی طاقت نے کھڑا نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے کھڑا کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں انسانوں کے منصوبے کچھ نہیں کر سکتے۔

صنادید نے کیا کر لیا

بڑے بڑے صنادید کیا کر سکے۔ مولوی محمد علی صاحب صدر انجمن کے سکرٹری تھے مولوی صدرالدین ہیڈ ماسٹر تھے۔ خواجہ صاحب بڑے لیکچرار سمجھے جاتے تھے۔ اور جماعت کا ان پر بہت بڑا انحصار خیال کیا جاتا تھا۔ یہ اور ان کے ساتھی سارے کاموں پر حاوی تھے ان کے مقابلہ میں وہ تھا۔ جسے انہوں نے ہمیشہ گوشہ نشین کرکے کاموں سے علیحدہ رکھا۔ جس کی عمر ایسی عمر نہ تھی۔

کہ بڑی عمر والے اس کے سامنے ادب سے بات کرتے جس کا علم کوئی ایسا علم نہ تھا کہ دنیاوی طور پر عالموں کو کچھ سکھا پڑھا سکتا۔ جس کی عقل و خرد کا کوئی ایسا نمونہ نہیں دیکھا گیا تھا۔ جس کا خاص اثر ہوتا۔ اور جس کا خاندانی لحاظ سے اثر چھ سال پہلے مٹ چکا تھا۔ کیونکہ اگر خاندانی اثر کا لحاظ کیا جاتا۔ تو محمود خلیفہ بنتا۔ نوردین نہ بنتا۔ ان حالات کے باوجود جب وہ سارے کے سارے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ تو انھوں نے کیا بنا لیا۔ کچھ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ کھویا ہی ہے۔ آج سے سات سال پہلے جماعت میں ان کی جو عزت تھی۔ کیا اب بھی ہے۔ کس زور سے انہوں نے اعلان کیا تھا کہ ۹۹ فیصدی لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن کس صفائی کے ساتھ ان کا یہ اعلان باطل ہوا۔ تو یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ میں بات ہے۔ جب تک وہ سمجھیگا کہ یہ انتظام سلسلہ کے لئے مفید ہے اسوقت تک سے چلائیگا۔ اور جب سمجھیگا یہ مفید نہیں تو ایسی مخفی صورتیں پیدا کر دیگا۔ جن کا کسی کو پتہ بھی نہیں۔ اور یہ مٹ جائیگا۔ ان صورتوں کا آج علم نہیں ہو سکتا۔

مومن کے مقابلہ میں منافق کامیاب نہیں ہو سکتا

مگر میں نے تو اپنے پہلے خطبوں میں بتایا ہے۔ کہ لوگوں کو چاہیئے کہ صفائی سے کہدیں کہ کس کے لئے یہاں رہتے ہیں۔ خدا اور رسول اور ان کے خلفاء سے ان کا تعلق ہے یا ملازمت کرنے سے۔ جب یہ کہدیا گیا۔ تو پھر جو ایسا منافق طبع انسان ہے۔ جو مال و دولت کے لئے۔ ملازمت کے لئے۔ ہیڈ ماسٹر یا منیجر سکول ہی کے لئے یہاں رہتا ہے۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔ کیا منافق بھی کبھی مومن کے مقابلہ میں جیتا کرتا ہے۔ اگر یہاں کوئی دل میں شکوہ و شکایت رکھ کے رہتا ہے تو وہ منافق ہے اور منافق خواہ لاکھ بھی ہوں کچھ نہیں کر سکتے۔ پہلے منافقوں نے کیا کر لیا تھا کہ اب کوئی کریگا۔ منافق کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اول تو اسے ظاہری کامیابی بھی کم ہی ملتی ہے اور اگر ملجائے تو بہت ہی جلدی ذلیل ہو کر گر جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ جسے عام لوگ سمجھے نہیں۔ مگر مجھے خدا تعالیٰ نے خاص طور پر سمجھایا ہے۔ اسوقت اس پر بحث کی ضرورت نہیں مگر اتنا بتاتا ہوں۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ اس فتنہ میں شامل ہونیوالوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جو تلوار سے نہ مارا گیا ہو۔ سینکڑوں ہی تھے۔ جو اس فتنہ کے بعد دس بیس تیس سال تک جئے۔ لیکن جب بھی مرے۔ تلوار سے مرے۔ آخری آدمی کی نسبت ایک صحابی کہتا ہے کہ وہ اندھا ہو کر سوال کرتا پھرتا تھا۔ اس حالت میں بھی خدا نے اس کے لئے یہی رکھا تھا کہ تلوار سے مارا جائے۔ وہ سوال کرتے کرتے ایک دن حجاج کے سامنے آ گیا۔ اس نے پوچھا۔ یہ کون ہے۔ بتایا گیا یہ بھی اس فتنہ میں شامل تھا۔ اس نے کہا اسے لے آؤ۔ اس کا صدقہ کریں۔ اور تلوار سے اسے مار دیا گیا۔

کام کرنیوالے کسی سے نہ ڈریں

بس یہ مت سمجھو کہ میں کسی خفیہ منصوبہ یا کوشش سے ڈر سکتا ہوں اور میں نے سب کارکنوں کو بتایا ہے کہ ان کا دل بھی ایسا ہونا چاہیئے۔ جیسا اس کا ہے جس کے ساتھ ہو کر انہوں نے کام کرنا ہے۔ اور میرا دل ایسا ہے۔ جو کسی سے نہیں ڈرتا۔ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور ڈر کا لفظ بھی اس حقیقت کو بیان نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کے متعلق اپنے اندر رکھتا ہوں لیکن کسی سے مجھے کوئی ڈر نہیں۔ اور میری ہدایات کے ماتحت کام کرنیوالوں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی نہ ڈریں۔ وہ دیانت اور امانت سے صداقت کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے کام کریں۔ اور کسی سے نہ ڈریں وہ یقیناً کامیاب ہونگے اگر خدا تعالیٰ کی رضا ان کے مدنظر ہوگی۔ اور اگر یہ نہ ہوگی تو دنیا کو ان کے مقابلہ میں اُٹھنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ خود انھیں تباہ کر دیگا۔ جو اس کا نام لیکر فتنہ و فساد پھیلائینگے اور دوسروں کے حقوق کی پروا نہ کرینگے ٭

سوال بند کرنے کا طریق

قناعت کی ضرورت

یہ بات بیان کرنے کے بعد میں اس سوال کی طرف آتا ہوں جو گذشتہ خطبہ جمعہ کے متعلق باقی رہ گیا تھا۔ میں نے بتایا تھا کہ کامیاب ہونیوالی جماعت کے لئے قناعت پیدا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ اسکو رستہ دو۔ تو فساد اور فتنہ پھیل جائیگا ٭

یورپ کے لوگوں کی حالت

میں نے بتایا تھا کہ یورپ میں چونکہ قناعت نہیں۔ اسلئے فساد برپا ہے وہاں کے غریب کی حالت یہاں کے امیر کی حالت سے بہت اچھی ہے۔ وہاں ایک مزدور کو چار سو کے قریب تنخواہ ملتی ہے جو یہاں ڈپٹی کو بھی نہیں ملتی۔ اور اب تو نہیں۔ لیکن پچھلے دنوں ڈپٹی بننا ایک معراج سمجھا جاتا تھا۔ وہاں کی ڈلی حالت یہاں کی نسبت بہت اچھی ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں میں اطمینان نہیں۔ اور لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں کہ ہم بھوکے مر گئے۔ مگر وہ اسلئے نہیں مر رہے کہ ان کے پاس مال نہیں۔ بلکہ اس لئے مر رہے ہیں کہ انکے دل مر گئے۔ امیر و غریب نوکر و آقا افسر و ماتحت سب یہی کہتے ہیں کہ مر گئے۔ لیکن وہ باہر سے نہیں مرے۔ ان کا دل مر گیا ہے ٭

بے اطمینانی دُور کرنے کیلئے سوال کا بند کرنا

میں نے بتایا تھا کہ بے اطمینانی کی رو مٹانے کے لئے قناعت ضروری ہے۔ اور اس کیلئے ضروری ہے کہ "سوال" کرنا مٹا دیا جائے۔ کیونکہ یہی بے اطمینانی پیدا کرنے اور قناعت نہ پیدا ہونے دینے کا بہت بڑا موجب ہے ٭

اسلام سوال کرنے سے روکتا ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے سوال کرنے سے منع کیا ہے۔ اور رسول کریم نے برا سنایا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بہت ہی برا سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ انھوں نے ایک سوال کرنیوالے کی تھیلی چھین لی۔ اور اسلئے مارا کہ وہ سوال کرتا پھرتا تھا۔ تو سوال کرنے کو اسلام نے بہت حقیر اور ذلیل فعل قرار دیا ہے۔

سوال کرنا کیوں بُرا ہے

اور درحقیقت سوال کرنے سے انسان میں ایسی دناءت آجاتی ہے کہ جس کی وجہ سے بہت کمینگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلئے میں نے بتایا تھا کہ قناعت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سوال کی عادت کو مٹایا جائے۔ کیونکہ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ شخص جس نے کچھ کام نہیں کیا ہوتا۔ سوال کر کے کچھ حاصل کر لیتا یا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ہم جو کام کرتے ہیں ہم کیوں سوال نہ کریں۔ اسوجہ سے وہ یہی کہدیتے ہیں کہ تنخواہ بڑھا دو۔ اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ وہ تو خدا کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اور انکو تنخواہ نہیں مل رہی۔ بلکہ گذارہ مل رہا ہے۔ تو ایک سوال کرنیوالے کو دیکھ کر دوسرے کو بھی اس کی جرأت اور تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال دیکھئے۔ ایک بچہ جب پیسہ مانگے۔ تو دوسرا بھی مانگنے لگ جاتا ہے۔ چاہے اُسے ضرورت نہ بھی ہو۔ اور یہاں تک ہوتا ہے کہ چھوٹا بچہ بھی جب بڑے بھائی کو

مانگتے دیکھتا ہے۔ تو وہ بھی ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی نہیں جانتا۔ کہ پیسہ کیا ہوتا ہے۔ اور اسے لیا کرتا ہے۔ اسی طرح سوال کرنے والوں کو دیکھ کر دوسروں کو بھی سوال کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ اس لئے سوال کا مٹانا ضروری ہے ؛

سوال کرنا کس طرح مٹایا جائے؟

مگر سوال کرنا کس طرح مٹ سکتا ہے؟ یہ بھی ایک سوال ہے۔ جس پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق یا تو یہ کہدیا جائے کہ سوال کبھی نہیں کرنا۔ مگر یہ وہی کہہ سکتے ہیں۔ جو اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں کہ خدا ہی دیگا تو کھائینگے۔ ورنہ بھوکے مرجائینگے۔ لیکن نہ تو تمام لوگ اس درجہ کے ہو سکتے ہیں۔ اور نہ لاکھوں کی جماعت سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ ایسا کریگی۔ اسلئے یہ کہنا کہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کافی نہیں ہو سکتا۔ اگر دنیا میں سارے کے سارے لوگ ولی اللہ ہوتے یا فرشتے بستے۔ تو ہم انہیں اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے۔ کہ سوال نہ کرو۔ اور کوئی نہ کرتا۔ مگر دنیا میں تو غریب بھی ہیں۔ اور امیر بھی۔ طاقتور بھی ہیں اور کمزور بھی۔ نیک بھی ہیں اور بد بھی۔ پھر نیکوں میں اعلیٰ درجہ کے نیک بھی ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ کے بھی ؛

نیک جماعت کے لوگ

اور نیک جماعتوں میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ کسی جماعت کے نیک ہونے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا کثیر حصہ نیکی کی طرف مائل ہو۔ یہ نہیں کہ اس میں شامل ہونیوالا کوئی کمزور نہیں۔ کمزور بھی ہوتے ہیں۔ صحابہ میں بھی ہوئے۔ ان سے پہلے بھی تھے۔ اور بعد بھی ہوئے اور ہونگے اور دنیا میں کوئی جماعت ایسی نہیں۔ جس کے سارے کے سارے لوگ ولی اللہ ہوں۔ اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے تو وہ حقائق کا انکار کرتا ہے۔ اور قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا ہے

پس چونکہ سارے لوگ ولی اللہ نہیں۔ اسلئے کیا یہ کہدینے سے کہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ سارے لوگ سوال کرنا چھوڑ دینگے ایک جماعت تو ایسی ہوگی۔ جو چھوڑ دیگی۔ اور کہیگی ہم فاقے مرنا منظور کرینگے۔ مگر سوال نہیں کرینگے۔ لیکن ایک اور جماعت ہوگی۔ جو ایسے مضبوط ایمان والی نہیں ہوگی۔ وہ کچھ مدت تک تو سوال نہ کریگی۔ لیکن جب دیکھیگی کہ بچے فاقے مرنے لگے ہیں۔ اور عورت کے پاس ستر ڈھانکنے کے لئے بھی کپڑا نہیں تو کہیگی اب ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی اور سوال کریگی۔ ایسی صورت میں سوال کا مٹانا کس طرح ممکن ہے ؛

سوال بند کرنے کے لئے دو طاقتوں کے بالکل کام کرنے کی ضرورت

اس کے لئے دو طریق ہیں اور دو طاقتیں ہیں جو بلکر جب تک کوشش نہ کریں سوال نہیں مٹ سکتا۔ ایک طاقت تو وہ ہے جو حاکم طاقت ہے۔ اور انتظام کی باگ خدا نے اس کے سپرد کی ہے۔ دوسرے ایک وہ جو افراد ہیں۔ اور جن کے متعلق انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں ملکر مٹانا چاہیں تو رسم سوال مٹ سکتی ہے۔ منتظم جماعت سے مراد مثلاً ناظر امور عامہ اور ناظر بیت المال ہیں۔ اور ہر وہ شخص جسکو خدا نے علم دیا ہے۔ وہ دوسروں کو وعظ کرے اور بتائے کہ سوال کرنا بہت بری چیز ہے۔ واعظ اپنے وعظ میں۔ لیکچرار اپنے لیکچر میں۔ مدرس اپنے شاگردوں کو۔ افسر اپنے ماتحتوں کو نگران ان لوگوں کو جن پر اس کی نگرانی ہو۔ مرد اپنی بیوی بچوں کو اور بیویاں اپنی اولاد کو بتائیں۔ اور ذہن نشین کرائیں کہ سوال کرنا ایک بری چیز ہے۔ یہ بات حکومت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یعنے ہر رنگ کی حکومت خواہ وہ سیاسی ہو یا علمی یا تمدنی جسے حاصل ہو وہ سمجھائے۔ کہ سوال کرنا بہت بری اور بے غیرتی کی علامت ہے۔ مگر اس سمجھانے کے ساتھ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جنہیں فاقہ کی نوبت آتی ہے۔ جن کے پاس پہننے کو کپڑا نہیں ہوتا ایسے لوگ ہیں۔ اور ہوتے رہینگے۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے ؛

دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنا

اسکے لئے یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے بھائیوں اور ساتھ والوں کی ضروریات کو دیکھ کر انکی اطلاع ان لوگوں تک پہنچائیں۔ جو انتظام کر سکتے ہیں۔ مثلاً دارالعلوم میں جو لوگ رہتے ہیں۔ ان کا کام ہے کہ اگر ان کے محلہ میں کسی کی حالت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے تو وہ اسبات کو فاقہ کش پر نہ چھوڑیں کہ وہ اپنی حالت دوسروں کے سامنے پیش کرکے سوال کرے۔ بلکہ وہ خود انکی حالت کو دیکھیں اور منتظمین کو اطلاع دیں کہ ہمارا ہمسایہ ہے فلاں شخص ہے جسکو فلاں ضرورت ہے۔ اسکی حالت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے یا وہ ننگا ہے اور مستحق ہے کہ بھائی اسکی مدد کریں۔ گویا وہ لوگ جن کو مشکلات پیش آئیں۔ انکو اپنی مشکلات پیش کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ بلکہ انکی مشکلات پیش کرنے کی ذمہ واری دوسرے اپنے سر لے لیں۔ اور خلیفہ یا اس کے نواب یا اور جماعتوں میں جو کام کرنیوالے ہیں۔ ان کے پاس پہنچائیں۔ ہر شخص دیکھتا رہے کہ کسی کو کیا تکلیف ہے۔ جس کا دور کرنا ضروری ہے ؛

قابل مداوا تکالیف

ان تکلیفوں میں سے اصل یہی ہیں کہ کھانا نہ ملنا دوا نہ ملنا۔ مکان نہ ہونا اور کپڑا نہ مل سکنا یہ ایسی تکالیف ہیں۔ جن کا دور کرنا فرض رکھا گیا ہے۔ ان کا انتظام کرنا خدا تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے۔ جو شخص کمانے کے ناقابل ہے۔ دوائی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ رہنے کے لئے اس کے پاس مکان نہیں ہے یا کپڑا نہیں ہے تو جماعت کا فرض ہے کہ اسکی مدد کرے اور ایسا انتظام کردے کہ وہ پیٹ بھر سکے۔ یا ستر ڈھانک سکے یا سر چھپا سکے۔ یا دوائی پا سکے ؛

یہ ذمہ واری اسلام سب پر رکھتا ہے۔ اور گو یہ فرض کفایہ ہے مگر یہ فرض جیسا کہ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی مرجاتا ہے تو یہ ضروری نہیں۔ کہ تم سب اسکے جنازہ پر جاؤ۔ لیکن اگر تم میں سے کوئی بھی نہیں جاتا۔ تو سب گنہگار ہونگے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کپڑا نہیں۔ مکان نہیں۔ دوائی نہیں۔ تو جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس کا انتظام کرے۔ لیکن ہر شخص کا علیحدہ علیحدہ یہ فرض نہیں۔ بلکہ سب پر ہے۔ اور اگر جماعت انتظام نہ کریگی۔ تب سب گناہ گار ہونگے۔ اور اگر ایک بھی کردیگا۔ تو کوئی گناہ گار نہیں ہوگا۔ اسکے لئے اسلام نے ایک حصہ زکوٰۃ کا رکھا ہے ؛

اگر یہ انتظام قائم ہو جائے۔ تو سوال کرنا اٹھ جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص دیکھیگا کہ ایک شخص فاقہ سے ہے۔ مگر سوال نہیں کرتا۔ تو وہ کہیگا۔ میں پیٹ بھر کے کھانے کے بعد اچھی روٹی کے لئے سوال کروں۔ تو میرے لئے شرم کی بات ہے اسی طرح جب دیکھا جائیگا کہ ایک بیچارہ ستر ڈھانکنے سے بھی عاری ہے۔ اور پیوند لگا کر ڈھانکتا ہے۔ تو کہیگا مجھے شرم نہیں آتی کہ میں لٹھے ململ کے لئے سوال کرتا ہوں۔ اور موٹا کپڑا پہننے پر صبر نہیں کرتا ؛

ضرورت مندوں کا دوسرے خیال رکھیں

تو سوال کے مٹانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جن کو سوال کی حاجت ہو۔ ان کی حاجت کو دوسرے محسوس کریں۔ اور اس کے پورا کرانے کا انتظام کریں۔ اگر یہ بات ہو جائے۔ تو سوال کرنے کی عادت خود بخود مٹ جائیگی ؛

اب ہمارے پاس بیسیوں درخواستیں آتی ہیں کہ یہ ضرورت ہے یہ حاجت ہے اسے پورا کیا جائے۔ مثلاً کئی طالب علم لکھتے ہیں کہ:

انہیں فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ وہ دی جائے۔ لیکن اگر افسر دیکھ لے کہ فلاں محتاج ہے۔ اور اسے فلاں چیز کی ضرورت ہے جس کا علم آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب اس کے پاس کاپی یا پنسل نہ ہوگی تو معلوم ہو جائیگا کہ اسکی اسے ضرورت ہے۔ اور اس کے پاس نہیں ہے۔ ایک لڑکا فیس نہیں لاتا۔ جب پوچھا جائیگا۔ تو کہیگا۔ ہے نہیں۔ اس طرح ان کی حالت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اگر افسر اس ذمہ داری کو سمجھے کہ لڑکوں کی ضروریات کا خیال رکھنا اس کا فرض ہے۔ اور وہ آگے ان کے پاس پہنچائے۔ جو انتظام کر سکتے ہیں۔ اور وہ اپنے طور پر تحقیقات کر رہے ہوں۔ کہ ضرورت مند ذریب تو نہیں کر رہا۔ بلکہ اسے فی الواقع ضرورت ہے۔ تو وہ ضرورت کے پورا کرنے کا خود انتظام کر دینگے۔ اور ضرورت مند کو کہنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔ اور نہ انہیں سوال کی عادت پڑیگی۔

ضروریات سے کونسی باتیں مراد ہیں

اگر افراد اس بات کو محسوس کر لینگے۔ کہ ایسی حاجتیں جن کے پورا کئے بغیر زندگی کا قیام نہیں ہو سکتا۔ تو سوال کی عادت نہ رہیگی۔ اور ان ضروریات سے میری مراد کھانا۔ پینا۔ دوائیاں اور ایک حد تک مکان بھی ہے۔ اور انسانیت کے قیام کے لئے لباس اور ایک حصہ مکان کا ہے۔ مکان دونوں ضرورتوں میں شامل ہے۔ انسانیت کے قیام کے لئے بھی اور زندگی کے قیام کے لئے بھی۔ وہ عورت جو جنگل میں بیٹھی ہو محفوظ نہیں ہوتی۔ اور جو ننگی ہو۔ وہ بھی انسانیت کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ تو جس طرح مذہب کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح حیات کا قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور جہاں ان دونوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ اور ان کے قیام کے لئے کسی چیز کی ضرورت ہو۔ اس کا انتظام کرنا دوسروں کا فرض ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ کہا جائے فلاں جو کھدر پہنتا ہے۔ اسے بانات کی ضرورت ہے۔ یا فلاں سادہ خوراک کھاتا ہے۔ اسکے لئے اعلےٰ خوراک کی ضرورت ہے۔ بلکہ ضروریات سے مطلب ان چیزوں سے ہے۔ جو انسانیت یا زندگی کے قیام سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں مدد کرنا ضروری ہے۔ اور جو چیزیں تعیش سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہیں اس پر چھوڑ دو۔ کہ اتنی قربانی وہ خود کرے۔

قابل رشک اطمینان

پس اگر ان ذمہ داریوں کو سمجھو۔ تو سوال کرنا مٹ جائیگا۔ اور سوال کرنے کی عادت کے مٹنے سے قناعت صحیحہ حاصل ہو جائیگی اور اس کے نتیجہ میں تمہیں وہ اطمینان حاصل ہوگا۔ کہ دنیا تم پر رشک کریگی۔ اور وہی حالت ہوگی۔ کہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ لوگ خواہش کرینگے۔ کہ کاش ہم بھی احمدی ہوتے۔ اور ہمیں بھی یہ اطمینان حاصل ہوتا۔

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر

سکنی زمین

کچھ عرصہ ہوا بتقدیر الٰہی میرا بہت سا نقصان ہو گیا ہے۔ اس نقصان کو پورا کرنے کیلئے میں زمین کے چند قطعات جو میرے پاس ہیں۔ فروخت کرنا چاہتا ہوں ان میں سے ایک جناب مفتی صاحب کے مکان کیساتھ جنوب کیطرف قریباً ۱۲ مرلے اور دوسرا اسی کے قریب ۹ مرلے ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ سالانہ جلسہ پر موقع اور محل دیکھکر خرید لیں۔

قرض حسنہ

اگر کوئی بھائی قرض حسنہ کے طور پر کچھ رقم قابل اطمینان ضمانت لیکر مرحمت فرمائینگے۔ تو عین وعدہ پر انشاء اللہ تعالیٰ شکریہ کے ساتھ ادا کر دی جائیگی۔ نقصان کی وجہ سے یہ درخواست کی گئی ہے۔ ایسے ہمدرد اصحاب کو حضرت مسیح موعودؑ کے خاص تبرکات سے برکت حاصل کرنے کا موقع دیا جائیگا۔

زیورات

عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے زیورات اگر احباب جلسہ سالانہ تک بنوانا چاہیں۔ تو آرڈر معہ روپیہ یا سونا ارسال کر دیں انشاء اللہ حسب منشاء تیار کر دیا جائیگا۔ بند یا کڑے کی قسم کے موٹے زیور جلسہ کے ایام میں دینے پر بھی تیار کئے جا سکتے ہیں۔

احمد دین زرگر قادیان

حلوا مقوی اعضاء رئیسہ

ہم نے ایک نہایت ہی مجرب اور بارہا آزمودہ حلوا نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کیا ہے۔ جو موسم سرما میں دماغی محنت کرنیوالوں اور بوڑھوں کمزور بچوں کیلئے یکساں مفید ہے۔ چونکہ بہت ہی کم مقدار میں ہے اس لئے سب سے پہلی دس درخواستوں کی تعمیل ہو سکیگی۔ جو صاحب منگوانا چاہیں جلد آرڈر بھیجدیں۔ ایک حاذق طبیب نے فرمایا کہ ۱۲ تولہ اگر دیا جائے تو مفت ہے۔ مگر میں ۱۰ تولہ کے حساب سے دیدوں گا۔ دہ تولہ سے کم روانہ نہیں ہوگا۔

فضل الرحمٰن مجاہد دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور

ملفوظات نور

مولٰنا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کے فرمودہ کلمات ملفوظات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں چھپتے رہے ہیں ایک رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہیں قیمت ۵/۱۶

چٹھی مسیح مولویانمی چٹھی مسیح ابن مریم دل اتے او سدا جواب پنجابی نظم مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڑی قیمت ۱/

دلائل حقہ بر رذائل حقہ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پنجابی نظم حقہ پینے کے نقصان اور ممانعت از جانب مسیح موعود نہایت مدلل طور سے بیان کی ہے۔ یہ تینوں کتابیں متذکرہ بالا ہر ایک تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ نہایت عمدہ سفید کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۲/

لغات القرآن:۔ جس میں تمام قرآن مجید کی لغتیں سلسلہ وار درج ہیں۔ قیمت عہ

المشتہر

شیخ رحیم بخش احمدی تاجر کتب مغل بازار امرتسر

ڈاکٹر ملازمت کا خواہاں

ہمارے ایک تجربہ کار ڈاکٹر کسی ایسی جگہ ملازمت کے خواہاں ہیں جو پنجاب میں ہو۔ اور جہاں کافی تعداد احمدیوں کی ہو۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کلکتہ میڈیکل کالج میں فزیشن اور سرجن دونوں امتحان پاس کئے ہیں۔ نیز چھ سالہ سرکاری ملازمت کا تجربہ رکھتے ہیں۔ احمدی احباب ان کے لئے خیال فرما کر دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

کشمیری مال منگوانیکا سہل طریق

میں اپنے احمدی بھائیوں اور دیگر خواہشمند تاجروں کو مطلع کرتا ہوں کہ اسوقت سردی کا موسم آ رہا ہے۔ لوئیاں۔ پٹو۔ دھسے۔ نمدہ یارقندی۔ چمڑے۔ ہر قسم کا گرم مال۔ چادراں زنانہ۔ کستوری فی تولہ ۱۵ زعفران فی تولہ۔ سومیائی ست سلاجیت اصلی فی تولہ ۲ر فی سیر ملے۔ ممیرا چینی فی تولہ عہ علاوہ محصول ڈاک کچھ رقم پیشگی آنی ضروری ہے۔

تجرید بخاری اردو

صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے
مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کٹی کٹی ناکمل و
ناتمام حدیثیں بھی درج کردی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب
کو اور بھی طویل کردیا ہے۔ جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔
الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک
زبیدی رح نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔
اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔
چنانچہ علمائے عرب و شام نے مصنف کو اس کی سندیں عطا فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ
ڈمئی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جسے دیکھکر ناظرین کو حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب۔ عاشقان کلام رسول مقبول صلعم
کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ تمام فرمائشیں بنام۔

حجم سوا پانچسو صفحہ | **مولوی فیروزالدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹرہ ولیشاہ کے نام آنی چاہئیں۔** | قیمت ۵ محصول ۸ر

اصلی ممیرا و ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا و ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب رض مرحوم کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا ہے کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند ککروں کیلئے اور موسم گرما میں آنکھیں دکھتی ہوں۔ آنکھوں سے پانی ہر وقت بہتا ہو نظر بڑھانے کیلئے بہت مفید ہے۔ اور دیگر امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ۔ اصلی ممیرا جسکی قیمت عہ روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیسکر آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ خاصکر جنکی آنکھیں گرمی کی موسم میں دکھتی ہوں ان کیلئے بہت مفید و مجرب ہے ترکیب استعمال۔ صبح و شام دو وقت سلائی ڈالا کریں۔ آٹھ روز کے استعمال کے بعد فائدہ ثابت نہ ہوا تو سرمہ واپس کر کے قیمت واپس کر دیجاویں۔

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان پنجاب

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے
مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا زردی رنگ و تنگی نفس و دق و تنقیح خبیث فساد بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۸ر فی تولہ۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ہاشمی۔ ریشمی اور سوتی۔ ٹسری۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان پنجاب

گھڑیاں خریدنے کا موقع مفید ہے

اگر آپ جلسہ سالانہ سے پہلے گھڑی کا آرڈر مع کچھ پیشگی بھیجدیں تو نہایت اطمینانی گھڑی (پارسل کے تمام اندیشوں سے مبرا) آپ کے ہاتھ میں پہنچ سکتی ہے۔ حاجتمند وقت پر بھی خرید سکینگے۔ انشاءاللہ نیز جلسہ پر گھڑی گھڑیاں دکھلانا بھی احباب کے لئے فائدہ مند ہوگا گھڑیوں کی فہرست وغیرہ پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔
ایچ سخاوت علی احمدی واچ میکر صدر بازار شاہجہانپور

اوورسیئری کی ملازمت چاہتا ہوں

میں نے لکھنؤ میں سب اوورسیئری کا امتحان پاس کیا ہے چار سال گورنمنٹ سروس کی ہے۔ اس لئے تجربہ بھی کافی ہے۔ سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ محترم بھائیوں جماعت مجھے اچھی ملازمت دلانے میں ساعی ہوکر عند اللہ ماجور ہوں۔

ط معرفت منیجر الفضل قادیان

257

ہندوستان کی خبریں

اجنالہ میں سکھ لیڈروں کی گرفتاریاں ڈپٹی کمشنر امرتسر نے دربار صاحب امرتسر کی کنجیوں کے متعلق اجنالہ میں ایک جلسہ کا انتظام کیا۔ سردار دان سنگھ پنڈت دینا ناتھ اس جلسہ میں شرکت کے لئے گئے۔ ڈپٹی کمشنر کے سرکاری جلسہ میں انہیں بولنے کی اجازت نہ ملنے پر گوردوارہ کمیٹی کے نمائندے اپنے دیوان (جلسہ) میں چلے گئے۔ جو علیحدہ منعقد کیا گیا تھا۔ ایک انسپکٹر کے دریافت کرنے پر سردار جسونت سنگھ نے کہا کہ جلسہ خالصاً مذہبی ہے۔ اور گوردوارہ کی کنجیوں کے متعلق۔ اسپر ڈپٹی کمشنر کے حکم سے سردار دان سنگھ اور سردار جسونت سنگھ کو گرفتار کیا گیا۔ پھر پنڈت دینا ناتھ کو بھی گرفتار کیا گیا۔ یہ گرفتاریاں زیر دفعہ ۵ قانون مجالس باغیانہ ہوئی ہیں۔

سردار بہادر مہتاب سنگھ وغیرہ سکھوں کی گرفتاریاں جب یہ پانچوں لیڈر گرفتار کر کے امرتسر لائے گئے تو گوردوارہ کمیٹی کے چند آدمی اجنالہ روانہ ہو گئے تاکہ اجنالہ کے جلسہ میں تقریریں کریں۔ ڈپٹی کمشنر بھی اجنالہ گیا۔ اور اس نے سردار کھڑک سنگھ وکیل وصدر گوردوارہ پربندھک کمیٹی وصدر سکھ لیگ سردار بہادر سردار مہتاب سنگھ سکرٹری کمیٹی سابق وکیل سرکار و سابق ڈپٹی پریزیڈنٹ پنجاب لیجسلیٹو کونسل اور چار اور سرکردہ سکھوں کو گرفتار کر لیا۔

امرتسر میں ۳۵ سکھوں کی گرفتاری دربار صاحب امرتسر میں اتوار کو گورو کے باغ میں جلسہ ہوا۔ اور اجنالہ میں جو لوگ گرفتار کئے گئے تھے ان کے مدعا اور تبلیغ کی حمایت کی گئی۔ اسی جلسہ کے سلسلہ میں امرتسر میں تقریباً ۳۵ سکھ گرفتار کئے گئے۔

گرفتاران اجنالہ کے مقدمہ کی سماعت ۲۸ رنومبر بروز دوشنبہ ۲ بجے سردار کھڑک سنگھ و سردار مہتاب سنگھ وغیرہم کا مقدمہ مسٹر کانر کی عدالت میں پیش ہوا۔ کچہری کے احاطہ میں اور باہر پولیس متعین تھی۔ ڈپٹی کمشنر امرتسر اور چند اور سرکاری گواہوں کی گواہی ہوئی۔

قانون مجالس باغیانہ سے مذہبی جلسوں کا استثناء گورنر پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ قانون امتناع مجالس باغیانہ کے ماتحت ہر قسم کے جلسوں کی مخالفت کی جاتی ہے۔ لیکن خالص مذہبی جلسوں پر اس قانون کی دفعہ ۴ (۱) (۲) کا نفاذ نہ ہوگا۔

کانگرس کمیٹی کو انتباہی نوٹس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے پنڈت شام لال نہرو کو نوٹس دیا ہے۔ کہ قانون شکنی۔ ہڑتال مقاطعہ۔ اور بدیشی کپڑے کی دکانوں پر پہرہ وغیرہ لگانے کے بارہ میں جلسہ کرنے کی اجازت نہ دی جائیگی۔

پولیس نے لاٹھی چلانے سے انکار کر دیا سب ڈویژن برہمن باڑیا کی حدود میں جلسہ بند کرنے کا اعلان ہوا تھا۔ بابو بسنت کمار کانگرس کے کارکن اور ان کے دو رفقائے کار گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اس خبر سے شہر کے باشندوں کا ایک بڑا مجمع کچہری میں ہو گیا۔ مجسٹریٹ نے انپر گولی چلانے کی دھمکی دی۔ انسپکٹر نے مجمع پر لاٹھی چلانے کا حکم دیا۔ لیکن کانسٹبلوں نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔

سیاسی قیدیوں سے اچھے سلوک کا مطالبہ پٹنہ۔ ۲۴ رنومبر۔ بہار و اڑیسہ کی مجلس واضعان قوانین نے سفارش کی ہے۔ کہ تمام سیاسی قیدیوں سے وہی سلوک کیا جائے۔ جو انگلستان کے سیاسی قیدیوں سے کیا جاتا ہے۔ جب تک ضروری سہولتیں فراہم نہ ہو جائیں تمام سیاسی قیدیوں سے یورپین قیدیوں کا سا سلوک کیا جائے۔

بنگال میں نئے ٹیکس کلکتہ کا ایک ہمعصر رقمطراز ہے کہ اصلاحات کے ماتحت حکومت بنگال کی مالی حالت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ بہار نے بنگال کونسل میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ اسٹامپ کی فیس بڑھا دی جائے۔ اور تفریحات ٹیکس بھی لیا جائے۔ جس سے سوا کروڑ کے قریب آمدنی ہو گی۔ یہ بندوبست عارضی ہے۔ اور جب مالی حالت درست ہو جائیگی تو اضافہ ہٹا دیا جائے۔

قانون شکنی کا فیصلہ نواکھالی۔ ۲۲ رنومبر۔ اتوار کو کانگرس کمیٹی کے ایک جلسہ میں بہت سے لوگ شریک ہوئے تھے۔ قانون شکنی کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔

ایک کمیٹی ابتدائی انتظام کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

جلسے بند نہ ہوں قرار پایا ہے کہ جلیانوالہ باغ امرتسر میں عورتوں کا ایک جلسہ کیا جائے۔ جس میں یہ مخالفت کی جائے۔ کہ یہ حکم مناسب نہیں۔ کہ خلافت اور کانگرس کے رضا کار نہ وردی پہنیں اور نہ نشان لگائیں۔ یہ حکم نہیں مانا جائیگا۔ اور یہ کہ جلسے برابر ہوتے رہینگے۔

سر ہنری ڈابس ابھی کابل رہینگے پشاور ۲۸ رنومبر۔ کابل [illegible] بہت سے اراکین واپس آ رہے ہیں۔ لیکن سر ہنری ڈابس ابھی چند دن اور کابل میں ٹھہرینگے۔ کیونکہ امیر صاحب نے ان سے کہا ہے۔ کہ چند فروعات کا فیصلہ بھی کر دیا جائے۔

بمبئی یونیورسٹی کو شاندار عطیہ پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کی یادگار میں مسٹر ہنس راج۔ بی۔ ٹھکر سے نے بمبئی یونیورسٹی کو ۴۴ ہزار کا ایک شاندار عطیہ مرحمت فرمایا ہے کہ اس سے ایک تمغہ طلائی اور ایک فیلوشپ قائم کی جائے جس کا نام ہز رائیل ہائنس دی پرنس آف ویلز گولڈ میڈل اینڈ فیلوشپ رکھا جائے۔

پنجاب کے پانچ اور اضلاع میں مجالس مغویانہ دہلی۔ ۲۰ رنومبر۔ اضلاع انبالہ کرنال۔ حصار۔ رہتک و گوڑگاؤں میں بھی قانون امتناع مجالس مغویانہ نافذ کر دیا گیا ہے۔

کانگرس اور خلافت کمیٹیوں کے دفاتر کی تلاشی الہ آباد ۲۸ رنومبر۔ برسانی کا تار مظہر ہے کہ پولیس نے کانگرس اور خلافت کمیٹی کے دفتروں کی تلاشی لیکر بہت سے کاغذات لے لئے۔ مرزا علی احمد بیگ پریذیڈنٹ خلافت کمیٹی کے مکان کی تلاشی بھی لی گئی۔ وہاں سے بھی پولیس کاغذات لے گئی۔

میاں محمد شفیع تعلیمی ممبر کا دورہ دہلی۔ ۲۸ رنومبر۔ آنریبل میاں محمد شفیع یکم دسمبر کو دہلی سے دورہ پر روانہ ہوئے۔ اور لاہور۔ انبالہ۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ شلانگ۔ آگرہ کا دورہ کر کے ۲۰ دسمبر تک واپس آئینگے۔

لاہور میونسپلٹی ولیعہد کا خیر مقدم کریگی لاہور میونسپلٹی کے تازہ جلسہ میں پرنس آف ویلز کے خیر مقدم کا ایک رزولیوشن پیش ہوا تھا۔ ۱۵ رائیں اس رزولیوشن کی

مخالفت میں تھیں اور ۱۵ موافقت میں مگر پریسیڈنٹ کے کاسٹنگ ووٹ سے تجویز مذکور پاس ہوگئی۔

دربار صاحب امرتسر کے منیجر کا استعفے آنریری کپتان بہادر سنگھ نے جنہیں دربار صاحب امرتسر کا منیجر مقرر کیا گیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر کو سنہرے مندر کی کنجیاں واپس کردی ہیں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پنتھ سے انکی مانگ لی ہے۔ اور منیجری سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

گورنر پنجاب کا دورہ گجرات ۲۵ نومبر۔ گورنر پنجاب کل رات لاہور سے روانہ ہوکر سرائے عالمگیر پہنچے آپ … کا ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جہلم اور … آباد میں ہندوستانی افسروں کے بیٹوں کیلئے مجوزہ سکول کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور جس سکول کا امید ہے کہ … سنگ بنیاد رکھیں گے۔ بعدہٗ گورنر صاحب گجرات کو روانہ ہوئے۔ اور بعد دوپہر ایک گارڈن پارٹی میں شامل ہوئے۔

کابل اور ہندوستان کے درمیان تار برقی دہلی ۱۹ نومبر۔ انگریزی افغان معاہدہ پر دستخط ہوجانے کے بعد سر ہنری ڈابس نے اعلان کیا کہ برطانی حکومت نے … فیصلہ کیا ہے کہ ۴۰ میل کے لئے سامان تار افغانی حکومت کو عطا کیا جائے۔ اس سے کابل کا ہندوستانی تار گھروں کے ساتھ سلسلہ مل جائے گا۔ اور قندھار کے راستہ ہرات تک تو سلسلہ بھی ہو جائے گی۔

وزیریوں نے انگریز افسر قتل کر ڈالے ۲۸ نومبر۔ کو خبر پہنچی ہے کہ وزیری اور دیگر حملہ آور برطانی علاقہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے سرحد بلوچستان کیطرف بڑھ رہے ہیں۔ تین دستے بھیجے گئے۔ ۲۶ نومبر کو ایک دستہ کا مقابلہ بارشور کے قریب ہوا۔ حملہ آور … اور ادھر ۲۰ آدمی اور دو انگریز افسر غنیم نے دونوں انگریز افسر اور ۵ سپاہی قتل … زخمی کئے … انکو اٹھا کر لے گئے۔ گاؤں کو جلا دیا۔ واپس جاتے ہوئے ایک چوکی پر تین مقامی سپاہی قتل کئے گئے۔

زمیندار کی ضمانت ضبط نئے پرنٹر اور پبلشر کا ڈیکلریشن اب تک منظور نہ ہونے کے باعث ڈپٹی کمشنر لاہور نے اخبار زمیندار کی اشاعت اس وقت تک کے لئے عملاً بند کردی ہے۔ جب تک کہ نئے پرنٹر کا ڈیکلریشن منظور نہ ہو۔

لارنس گارڈن گورنمنٹ مانگتی ہے پرتاب کا بیان ہے کہ گورنمنٹ نے میونسپل کمیٹی لاہور کو لکھا ہے کہ لارنس گارڈن اس کی وساطت سے کمیٹی کو ملا تھا کمیٹی واپس اس کے حوالہ کردے۔ گورنمنٹ کی یہ چٹھی جلد کمیٹی کے سامنے غور کے لئے آنے والی ہے۔

کرپان سے قتل ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ راولپنڈی کے آتما سنگھ نامی ایک شخص کا ہیم راج نام کے ایک شخص کے ساتھ ایک عورت کے متعلق تنازعہ ہوا آتما سنگھ نے اس کی چھاتی میں کرپان گھونپ دی۔ ہیم راج کرپان کے زخموں کی وجہ سے مرگیا۔ آتما سنگھ کو قتل کا مجرم قرار دیکر سزائے موت دی گئی ہے۔

کیا مسٹر داس پکڑ لئے جائینگے گورنر بنگال نے تقریر میں مسٹر سی۔ آر داس آئندہ کانگرس کے مجوزہ صدر کو گرفتاری کی دھمکی دی ہے۔

امرتسر میں دو اور سکھ لیڈروں کی گرفتاری امرتسر میں سردار … وکیل شیخوپورہ اور سردار سنتوکھ سنگھ ایڈیٹر اخبار شہید کو گرفتار کرلیا گیا۔

لاہور میں پریسوں کی تلاشی لاہور میں فیمیلی پرنٹنگ پریس اور کوہستان پریس کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی قابل گرفت چیز برآمد نہیں ہوئی۔

تقرر امیر سے پہلے مسلمانوں سے استصواب لیگ کے ایک غیر معمولی اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں طے پایا کہ جمعیۃ العلماء ہند سے درخواست کیجائے کہ امیر شریعت مقرر کرنے سے پیشتر مسلمانان ہند سے استصواب حاصل کرے۔

ایڈیٹر اخبار "سوراج" کی گرفتاری پنڈت بدری ناتھ شرما جالندھری ایڈیٹر اخبار "سوراج" لاہور کو ۲۷ نومبر کی شام کو اخبار کے دفتر میں گرفتار کرلیا گیا۔ ان کے ساتھ ہی میاں نذیر احمد پبلشر اخبار ہذا پر بھی مقدمہ چلایا گیا ہے۔ یہ گرفتاری ایک مضمون کے سلسلہ میں ہے۔ جو بعنوان "ہندوستانی … پر سرکاری … شائع ہوا تھا۔

غیر ممالک کی خبریں

کیا مسٹر لائڈ جارج کی وزارت خطرے میں ہے لندن۔ ۲۳ نومبر۔ آج آلڈوچ کلب میں لارڈ برکن ہیڈ کی دعوت تھی۔ میر مجلس نے کہا کہ عنقریب لارڈ برکن ہیڈ کی وزارت میں ایک قدامت پسند حکومت قائم ہوگی۔ لارڈ موصوف نے مذاقاً جواب دیا کہ آپ کی پیشگوئی قبل از وقت ہے۔ اور کہا کہ مجھے وہ آثار نظر نہیں آتے۔ جو کوالیشن وزارت کے تنزل کے حق میں ہوسکتے ہیں۔

ترکوں کی شرائط صلح کا اعلان پیرس۔ ۲۷ نومبر۔ انگورہ سے ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ بکر سامی کی مراجعت پر ان شرائط کا اعلان کیا جائیگا۔ جن پر ترک یونان سے صلح کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جمعیہ ملیہ میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے گا۔ کہ سلیشیا کے غیر مسلموں کو فوجی خدمت سے معاف کیا جائے۔

عیسائی ترکی علاقے سے ترک وطن کر رہے ہیں لنڈن۔ ۲۹ نومبر۔ بقول ایک سرکاری تار کے جو لنڈن میں موصول ہوا ہے۔ سلیشیا کے عیسائیوں نے تعداد عظیم میں ترک وطن شروع کردیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ کم از کم ۵۰ ہزار ملک چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ انہیں انگورہ حکومت کے یقین دلانے پر کوئی اعتماد نہیں کہ وہ ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہوگی۔

مصر میں انگریزی مال کا بائیکاٹ لنڈن۔ ۲۴ نومبر۔ ڈاسٹیشمین کا خاص تار ہا قاہرہ سے ڈیلی میل کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ چونکہ مصری وفد اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان صلح کی گفت وشنید ناکامی کے ساتھ ختم ہوگئی ہے اس لئے قصبہ رفاوا مصر کے باشندوں نے انگریزی مال کا بائیکاٹ شروع کردیا ہے۔ یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ انکے اہل وطن بھی ان کی تقلید کریں۔

شاہ نجد کا حجاز کے دو مقامات پر قبضہ لنڈن۔ ۲۰ نومبر۔ مکہ معظمہ کے اخبارات کے نام تار موصول کے مطابق ابن سعود نے جسے برطانوی حکومت سے ۶۰ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ اس شرط پر ملتا ہے کہ وہ شاہ حجاز کے ملک پر حملہ کرنے سے باز رہیگا۔ پیش قدمی کی ہے۔ اور تربا اور … پر قبضہ کرلیا ہے۔ حکومت حجاز نے ان مقامات پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے کارروائی کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔

(باہتمام شیخ محمد اکرم صاحب … پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان … شائع ہوا)